لیلیٰ عبدی خجستہ

گزشتہ دور کی اردو لغات میں عوام ''راندۂ درگاہ'' کی حیثیت

جیسی شیڈلوور (Jesse Sheidlower) ایک ماہرِ لغت ہیں اور وہ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۵ء تک او ای ڈی کے پرنسپل نارتھ امریکن ایڈیٹر اور رینڈم ہاؤس کے شعبۂ حوالہ جات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔[۱] انھوں نے ایک جگہ لکھا، ''جب کسی سے ملتے ہوئے اپنے آپ کو لغت شناس کے طور پر متعارف کراتا ہوں، تو عام طور پر مخاطب کے کچھ کچھ تاثرات کا اندازہ لگا سکتا ہوں کہ وہ کہے گا، 'اوہ! تو آپ کے سامنے بات کرتے ہوئے احتیاط کرنی چاہیے!' یا وہ مجھ سے پوچھے گا، 'فلاں لفظ کیوں فلاں لغت میں شامل نہیں ہے؟' یا اس کے برعکس معلوم کرے گا کہ فلاں لفظ لغت میں کیوں شامل ہے۔ یا اسی طرح کے اور سوال۔[۲] یعنی جب بھی لغت یا لغت نویس کی بات ہوتی ہے تو الفاظ کے چناؤ کی بحث سامنے آتی ہے۔ چنانچہ لغت کی ترتیب میں، سب سے پہلے یہ سوال پیش آتا ہے کہ مواد کہاں سے تلاش کرنا ہے؟ اس حوالے سے ہمیں گزشتہ دور کی اردو لغات کے مقدموں اور دیباچوں کا مطالعہ کرنا ہے۔

اردو کی لغات: تدریسی تقاضے اور اساتذہ سے سند

کریم اللغات (۱۸۶۱ء) کے دیباچے میں لکھا ہے:

جنابِ کپتان فولر صاحب بہادر ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن مدارسِ ممالکِ پنجاب نے مجھ کم ترین کریم الدین سے جو صاحب ممدوح کے دفتر میں عہدہ سررشتہ داری پر نامزد ہے ارشاد فرمایا کہ ایک ڈکشنری زبانِ فارسی کی ایسی تیار کر جس میں سب الفاظ ان کتابوں کے آجاویں جو سرکاری اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں تا کہ طلبائے پنجاب کو کامل مدد، ان کے مطالعے اور ترقی استعداد کی حاصل ہو۔ اس لیے بندے نے حسب الحکم صاحب موصوف کے کتبِ مروجہ سرکاری اسکولوں کی جمع کر کے ایک کتابِ لغت کی مرتب کی اور معنی اُن الفاظ کے سہل ترین زبانِ اردو میں لکھے تا کہ طلبائے کم استعداد جلد تر معانی نکال سکیں اور معلّمانِ دیہات بھی جو، الفاظ اردو سے کم واقف ہیں اس ڈکشنری کو دیکھ کر اچھی طرح طلبا کو مطالب کتاب کے اردو زبان میں سکھلا سکیں۔(۳)

امان اللّغات (۱۸۷۰ء) کے سرورق پر یہ عبارات درج ہیں:

واسطے استفادہ طلبائے مدارس و مکاتب انگلو ورانکلر سررشتہ تعلیم اودھ ...حسب الحکم ڈائریکٹر بہادر پبلک انسٹرکشن اودھ...(۴)

چنانچہ گذشتہ دور کے اکثر اردو لغت نویس یا تدریس کے کاموں سے وابستہ تھے یا وہ اپنی لغت کو کسی تعلیمی ناظم کی سفارش سے مرتب کرتے تھے۔ مثلاً:

مولفِ امان اللّغات: حافظ مولوی محمد امان الحق: مدرّس ماڈل اسکول اودھ

مولفِ محاوراتِ ہند: مولوی سبحان بخش: مدرّس عربی کالج، دہلی

یعنی گذشتہ دور کی لغات دراصل ادبی مطالعات اور تدریسی تقاضوں کو پورا کرنا تھیں۔ چنانچہ گذشتہ اردو لغت نویس، اپنا مواد شاعروں کے کلام اور ادیبوں کے نثر پاروں سے اخذ کرتے تھے اسی بنیادی تصور کے تحت کہ یہ کلامِ اساتذہ ہے اور ان کی زبان فصیح، شائستہ اور پاکیزہ ہے۔ اس سلسلے میں بعض لغات کے سرورق اور دیباچوں کو ملاحظہ کیجیے:

مخزنِ فوائد (۱۸۴۵ء) کے دیباچے میں یہ لکھا ہوا ہے:

یہ چند اصطلاحیں اور محاورات اور مثلیں ہندی کے ساتھ اسناد اشعار شعرائے عالی تبار کے صفحۂ قرطاس پر حسبِ ارشادِ فیض بنیاد جنابِ مستطاب معلیٰ... مسٹر فلکس بوٹرس صاحب بہادر پرنسپل مدارس دہلی دام اقبالہم کے تحریر پذیر ہوئیں۔(۵)

شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان (۱۸۴۹ء) کے آغاز کے صفحے کی عبارت یہ ہے:

شمس البیان؛ در علم لغت؛ مشتمل بر؛ لغات ومحارہ اردو؛ و باسندِ اشعارِ فصحا و بلغاے ہندوستان...(۶)

تحفہ سخنوران سرمایہ زبانِ اردو (۱۸۸۶ء) کے دیباچے میں یہ عبارت درج ہے:

کسی سخنورِ اردو زبان نے کوئی لغت ایسا کہ جامع ہو جملہ مفردات و مرکبات یعنی لغات و محاورات و کنایات و مصطلحات و مثل ہائے زبانِ اردو کا اور بعضے اُن لغاتِ اردو کا جن کو جملہ یا بعض فصحائے متاخرین نے استعمالاً ترک کر دیا ہے اور بعض ان لغات کا جن میں باہم فصحا میں اختلاف ہے یعنی کچھ فصیح کسی طرح اُن لغات کو بولتے ہیں اور کچھ فصیح کسی طرح بولتے ہیں آج تک نہیں لکھا گیا۔(۷)

چنانچہ لغت نویس یا عوام کی زبان درج نہیں کرتے تھے یا ان کے سامنے کچھ تبصرے لکھ دیتے تھے۔ یہ مقالہ اسی غرض سے تحریر کیا گیا ہے کہ ہم دیکھ سکیں کہ اردو لغت نویسی میں عوام کی زبان کی کیا حیثیت ہے؟

۱۔ ’’عوام‘‘ (عوام الناس) کی تعریف وتشریح

فرہنگِ آصفیہ میں ’’عوام‘‘ کی تشریح میں یہ لکھا گیا ہے:

عوام۔ عوام الناس، جُہلا (آصفیہ، ج۱، مرتب: ۱۹۷۷ء، ص۱۷) [رموزِ لغات کے ذیل میں لکھا ہوا ہے]

عام لوگ: عوام الناس، عوام (ایضاً، ج ۳، ص ۲۶۲)

عوام: (۱) عام لوگ، تمام آدمی (۲) رعایا، پرجا (۳) بازاری آدمی، جہلا، جاہل آدمی، ردوا کھدوا (ایضاً، ج ۳، ص ۲۹۳)

غوز: (۲) ڈینگ، شیخی، مبالغہ (یہ لفظ عوام الناس میں بولا جاتا ہے۔ اس کی اصل دریافت کرنے کے لیے مختلف زبانوں کی طرف خیال کیا گیا مگر کوئی مادہ دل کو نہیں لگا)...(ایضاً، ج ۳، ص ۳۱۷)

عوام۔ عامہ کی جمع۔ عام لوگ، رعایا، بازاری لوگ (ماڈرن اردو ڈکشنری، ص ۳۷۵)

عوام۔ (۱) عام لوگ، تمام آدمی، خلق اللہ، مخلوق، خواص کا مقابل (۲) رعایا، پرجا؛ جہلا، بازاری لوگ (اردو لغت تاریخی اصول پر، ج ۱۳، ۱۹۹۱ء، ص ۵۸۸)

عوام۔ لوگ، ہر قسم کے، سب طرح کے یا سب اشخاص، کُل آبادی۔ (فرہنگِ تلفظ، ۱۹۹۵ء، ص ۱۲۷)

ہندوستانی مخزن المحاروات (۱۸۸۶ء) کی لغت میں "علامات" کے ذیل میں "اَن پڑھ" کی توضیح میں لکھا ہے: "اَن پڑھ یا بے علم آدمی بولتے ہیں۔" اور "عوام" کی تشریح میں یوں لکھا ہے: "بازاریوں کا محاورہ"۔ اور "بازاری" کی تشریح میں "بازاری یا عوام بولتے ہیں" درج ہے۔

۲۔ عوام سے منسوب "عامیانہ" کی تعریف

عامیانہ۔ (۱) عام لوگوں کا، جہلا یا کم علم عوام کا، جاہلوں جیسا، معمولی، غیر اہم...(۲) عام، رائج، مقبولِ عام، عوامی، عوام سے تعلق رکھنے والے (اردو لغت تاریخی اصول پر، ج ۱۳، ۱۹۹۱ء، ص ۲۹۴)

عامیانہ۔ معمولی لوگوں جیسا، جاہلوں یا کم علم عوام جیسا (انداز، کام، طرزِ عمل)۔ حقیر، گھٹیا (کلاسیکی ادب کی فرہنگ، ۲۰۱۳ء، ص ۴۴۸)

عامیانہ۔ عام لوگوں کا سا، سوقیانہ، بازاری، غیر ثقہ (فرہنگِ تلفظ، ۱۹۹۵ء، ص ۶۹۹)

نیز عوام کے حوالے سے یہ فقرہ مشہور ہے: "عوام کالانعام"۔

احمق الذی: یہ لفظ غلط العوام ہے۔ اسمِ موصول کے بعد صلہ ندارد۔ لفظی معنی: "ایسا احمق"۔ مگر عوام کالانعام اس کو "جاہلِ مطلق"، "اجڈ" کے موقع پر بولتے ہیں۔ تحریر میں لانا معیوب ہے (فرہنگِ آصفیہ، مرتب: ۱۹۷۷ء، ج ۱، ص ۱۲۳)

عوام کالانعام۔ چوپاؤں (ڈھور ڈنگروں) سے مشابہ لوگ، بے تمیز، بے شعور لوگ (اردو لغت تاریخی اصول پر، ج ۱۳، ۱۹۹۱ء، ص ۵۸۸)

عوام الناس۔ مثل عوام کالانعام۔ رعیت جو بھیڑ بکریوں کی طرح ہوتی ہے (فرہنگِ تلفظ،

۱۹۹۵ء، ص ۱۲۷) نیز **انام کالانعام۔** عام لوگ مثل مویشی (فرہنگِ تلفظ، ۱۹۹۵ء، ص ۸۸)

چنانچہ "عوام"، معاشرے کے خاص طبقے سے ہٹ کر کبھی معاشرے کے نچلے طبقے، اَن پڑھ اور کبھی "جُہلا" (= جاہلوں) کے معنی میں شمار کیے جاتے تھے۔

خواص۔ خاص کی جمع۔ "عوام" کا نقیض (فرہنگِ آصفیہ، مرتب: ۱۹۷۷ء، ج ۲، ص ۲۰۹)

مِرّاق: عوام 'میراق'۔ خواص 'مِراق' (ایضاً، ج ۴، ص ۳۱۸)

خواص۔ "عوام" کا مقابل (نور اللغات، سن درج نہیں، ج ۲، ص ۵۰۲)

خنجری۔ لکھنؤ میں عوام نون غنہ سے اور خواص نون ملفوظ سے بولتے ہیں۔ (ایضاً، ج ۲، ص ۵۰۱)

آدمی ہو یا بے دال کے بودم۔ یہ اور اس کے بعد کا محاورہ عوام کی بول چال ہے ثقات کی زبان نہیں ہے۔ (امیر اللغات، ج ۱، ص ۷۹)

آنٹھ رکھنا۔ یہ محاورہ قدیم ہے لکھنؤ میں اس جگہ عوام "دل میں اینٹھ رکھنا" اور خواص "بل رکھنا" بولتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۸۵)

کنجڑے قصائی: ادنیٰ اور کمین آدمی، نیچ ذات کا آدمی، گٹھیل آدمی، عوام الناس (فرہنگِ آصفیہ، ج ۳، ص ۵۷۰)

اِستِدعا۔ درخواست کرنا۔ بکسر اول وسکون ثانی وکسر ثالث وسکون رابع ہے۔ جہلا حرف رابع (دال) کو مضموم بولتے ہیں۔ اس وزن کے اور مصادر میں بھی عوام غلطی کرتے ہیں۔ مثلاً: "استقبال" جس کو بجائے "تائے" کسرہ کے فتحہ سے بولتے ہیں۔ (تصحیح اللغات، ۱۹۲۹ء، ص ۷)

دیوال: یہ اردو میں بھی عامیانہ لفظ ہے ورنہ خواندہ لوگ "دیوار" ہی استعمال کرتے ہیں (سرہندی، ۱۹۸۷ء، ج ۳، ص ۱۵۳)

اس تہذیبی پس منظر کی رو سے اردو لغات میں جہاں عوام کی زبان درج کی جاتی تھی تو، اس کے سامنے کوئی نہ کوئی انتباہی فقرہ/تبصرہ لکھا جاتا تھا:

۳۔ "درباری زبان" معیار مانی گئی

درباری زبان: دربار کی بولی، شائستہ یا فصیح زبان، کھری بولی (ہندوستانی مخزن المحاورات، ۱۸۸۶ء، ص ۴۵۱)

ٹکسالی بولی (زبان): صاف و شُستہ زبان، عمدہ محاورے، فصیح اور مستند زبان، کھری بولی (ایضاً، ص ۳۴۸)

یہ مشہور قول ہے: کلام المُلوک مُلوک الکلام۔ (بادشاہوں کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے)

گذشتہ دور میں دربار سے وابستہ زبان کو پاکیزہ، اعلیٰ، شائستہ اور مہذّب سمجھا جاتا تھا اور وہ زبانیں جو درباری نہیں ہوتی تھیں تو انھیں عوام/ نچلے طبقوں کی زبان، غیر شائستہ اور نامہذب شمار کیا جاتا تھا۔[۲]

گوئیاں: یہ اصطلاح پورب والوں کی ہے۔ اگرچہ محاورے میں بیگمات کے نہیں۔ اس واسطے یہ لفظ ٹکسال سے باہر ہے اور بیگماتِ قلعۂ معلّٰی شاہ جہاں آباد کے نزدیک معیوب ہے۔ لیکن اب ہنسی کی راہ سے اکثر کی زبان پر آجاتا ہے۔ البتہ وہ باعثِ سند کا باہر والوں کے ہے۔ مگر اس نام سے مراد یہ ہے کہ اکثر آپس میں چھیپٹی کھیلنے والوں کے ایسے رشتے ہوتے ہیں۔ (مخزن فوائد، ۱۸۴۵ء، ص ۳۶۸)

۳۔۱۔ ''عوام کی زبان'' غیر ٹکسالی اور غیر فصیح سمجھی گئی

چنانچہ درباری زبان کو ''ٹکسالی'' اور عوام کی زبان کو ''ٹکسال سے باہر'' شمار کیا جاتا تھا۔ انیسویں صدی کی مرتب کردہ لغات میں سب سے زیادہ فرہنگِ آصفیہ میں ایسے اندراجات ملتے ہیں جن کے سامنے یہ نوٹ تحریر کیا گیا تھا: ''ٹکسال باہر''۔ مثلاً:

آنکھیں سرخ کرنا: (ٹکسال باہر) دیکھو آنکھ سرخ کرنا: غصہ کرنا، خفا ہونا۔ اب کم بولتے ہیں (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، مرتب: ۱۹۷۷ء، صص ۲۹۴۔۲۶۲)

آنکھیں پھرانا: (ٹکسال باہر) (ایضاً، ج۱، ص ۲۸۹)

جون: (ٹکسال باہر ہے) جس، جو (ایضاً، ج۲، ص ۶۲)

فرہنگِ آصفیہ میں الفاظ چھانٹتے ہوئے بعض کے سامنے ''ٹکسال'' یا ''ٹکسال باہر'' کے علاوہ ''صحیح'' یا ''غلط'' کے الفاظ بھی لکھے جاتے تھے۔ مثلاً:

بنگڑی: صحیح: بانکڑی (ایضاً، ج۱، ص ۴۱۷)

بال بیکا نہ ہونا: صحیح: بال بانکا نہ ہونا (ایضاً، ج۱، ص ۳۵۵)

ہندوستانی مخزن المحاورات میں اس حوالے سے کچھ نہیں بیان کیا گیا ہے۔

امیر اللغات میں بعض اندراجات کے سامنے ''فصیح''/ ''صحیح'' تحریر کیا گیا ہے۔ مثلاً:

اچک پھاند: فصحا ''کود پھاند'' بولتے ہیں (امیر اللغات، ج۲، ص ۸۰)

انتظام دینا: اب فصحا نہیں بولتے (ایضاً، ص ۲۴۸)

اندھلانا: اندھا بنانا، دھوکا دینا۔ عوام کی زبان ہے۔ فصحا اس کی جگہ ''اندھا بنانا'' کہتے ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۵۸)

باتونی: بہت باتیں کرنے والا، بکّی، لسّان، اور ''باتُون'' بھی کہتے ہیں مگر ''باتونی'' فصیح ہے (امیر اللغات، ج۳، مرتبہ: ۲۰۱۰ء، ص ۴۹)

سوال یہ ہے کہ اس تہذیبی پس منظر کے علاوہ، کن وجوہات کی بنا پر عوام کی زبان ''غیر فصیح'' اور ''غیر ٹکسالی'' شمار کی جاتی تھی؟ لغت نویس کے تبصروں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام کچھ الفاظ کا صحیح تلفظ نہیں ادا کرپاتے تھے۔ یا کبھی الفاظ کو اپنے اصلی مفہوم سے دور کردیتے تھے۔

۳۔۲۔ ''عوام کی زبان'' کو غیر فصیح قرار دینے کی وجوہ:

عوام کی زبان کو غلط یا غیر معیاری و غیر فصیح سمجھنے کی وجوہات بھی اردو کے لغت نویسوں نے غیر شعوری طور پر بیان کردی ہیں۔ اس کا اظہار وہ لغت میں تشریح کے ساتھ ''عوام'' یا ''عوام کی زبان'' لکھ کر کرتے ہیں۔ مثلاً:

۳۔۲۔۱۔ اصل الفاظ کو مخفف بنانا

اماں: (عوام) ''اے میاں'' کا مخفف (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص ۲۲۱)

آچار: (عوام) اچار (ایضاً، ص ۱۱۹)

آزمانا: (عوام) ازمانا (ایضاً، ص ۱۵۸)

آسان: (عوام) اسان (ایضاً، ص ۱۶۰)

آسمان: (عوام) اسمان (ایضاً، ص ۱۶۷)

۳۔۲۔۲۔ اصل الفاظ کے ایک یا چند حروف حذف کرنا

سیپارہ۔ تیسواں حصہ کلام اللہ کا اور اس کو بہ تخفیف یائے تحتانی کے سِپارہ بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ اکثر عوام کی زبان ہے (رسالہ قواعدِ صرف و نحوِ اردو، ۱۸۴۵ء، ص ۱۶۴)

آگاہ: اگّا (عوام۔ بلا مد) (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص ۲۰۳)

۳۔۲۔۳۔ اصل الفاظ کو ثقیل بنانا

بلور۔ سنگ معروف اور عوام لام مشدد مفتوح سے بولتے ہیں (رسالہ قواعدِ صرف و نحوِ اردو، ص ۱۱۴)

اچانک: (عوام) اچانچک، چانچک (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص ۱۲۰)

آگا: (عوام) آگو، اگاڑو، اگاڑی (ایضاً، ص ۲۰۲)

باغچہ: (عوام) باغنچہ (ایضاً، ص ۳۵۳)

بانات: (عوام) بنّات (ایضاً، ص ۳۵۸)

پتنگ: (عوام) ''تنگ'' کی بجائے بولتے ہیں، عاجز (ایضاً، ص۳۶۴)

پتا: عوام بالتشدید بولتے ہیں (ایضاً، ص۴۱۲)

تنا خوری: (عوام) تنہا خوری (ایضاً، ص۶۲۸)

الو: (۲) بے وقوف، احمق۔ عوام ان معنی میں ''الّوا'' بھی کہتے ہیں (امیر اللغات، ج۲، ص۲۳۰)

انجل: عوام اس کو ''انجلی'' بھی کہتے ہیں (ایضاً، ص۲۵۱)

۳۔۲۔۴۔ اصل الفاظ کی اصوات میں تبدیلی کر دینا

خط زن۔ رسالہ لغات ہندی میں بمعنی 'قط زن' کے لکھا ہے شاید کہ عوام سے سن کر لکھ دیا ہوگا وگرنہ اصل میں 'قط زن'، قاف سے ہے (رسالہ قواعدِ صرف و نحوِ اردو، ص۱۴۴)

رہبر۔ رستہ بتانے والا۔ اور عوام اس کو 'لہبر' کہتے ہیں۔ لام سے بجائے رائے مہملہ کے (ایضاً، ص۱۵۵)

اُریب: عوام ''اَوریب'' بولتے ہیں (امیر اللغات، ج۲، ص۱۲۲)

آرد: (عوام) آرَد (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۱۴۳)

ازبک: (عوام) اجبک (ایضاً، ص۱۳۸)

افعی: (عوام) ھفی ء (ایضاً، ص۱۸۶)

بادریسہ: وہ گول سوراخ دار لکڑی جو خیمہ کی چوب کے اوپر رکھتے ہیں (عوام 'بادریشہ' کہتے ہیں) (ایضاً، ص۳۴۶)

ببولا: (عوام) صحیح بگولا، گرد باد (ایضاً، ص۳۶۳)

بیرق: عوام ''بیرکھ'' بولتے ہیں (ایضاً، ص۴۶۴)

تباہی: (عوام) تواہی (ایضاً، ص۵۹۰)

ترنگ: عوام ''تڑنگ'' زیادہ بولتے ہیں (ایضاً، ص۶۰۵)

تمغا: عوام اس کو 'تغما' کہتے ہیں (ایضاً، ص۶۲۷)

تیکھا: اردو میں عوام ''تیخا'' بھی بولتے ہیں (ایضاً، ص۶۵۳)

خریچ: عوام ''کھرتچ'' بولتے ہیں (فرہنگِ آصفیہ، ج۲، ص۱۸۴)

دھونسنا: (عوام) ٹھونسنا (ایضاً، ص۳۰۷)

۳۔۲۔۵۔ اصل الفاظ کو بگاڑنا

تاپ۔ امر ہے 'تاپنے' سے اور بمعنی 'تپ دق' کے۔ لیکن اس معنی میں زبان عوام کی ہے۔ (رسالہ

قواعدِ صرف و نحوِ اردو، ص۱۲۸)

خشخت۔ خشک پیراہن اور یہ لفظ جز عوام کے اور کسی کی زبان سے نہیں سنا گیا پس 'خشک' کو خراب کر کر 'خشت' کر لیا ہے (ایضاً، ص۱۴۴)

بلاند۔ بائے مکسور اور لام مع الالف اور نون غنہ اور دال مہملہ سے بالشت لیکن یہ زبان عوام کی ہے (ایضاً، ص۱۱۴)

قالبوت۔ لیکن یہ روزمرہ عوام کا ہے اور 'قالب' میں تغیر دے کر بنالیا ہے (ایضاً، ص۱۷۳)

احمق الناس: بے وقوف آدمی کو کہتے ہیں۔ عوام اکثر ''احمق الذی'' بھی کہتے ہیں (امیر اللغات، ج۲، ص۹۱)

افراتفری: (عوام) کھلبلی، بے انتظامی، گڑبڑ ('افراط وتفریط' سے بگڑ کر یہ صورت ہوگئی ہے) (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۱۸۵)

تکش: (عوام) اصل میں ''ترکش'' (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۶۱۷)

فرامشن: انگلش ''فریمسن'' کا بگڑا ہوا لفظ (فرہنگِ آصفیہ، ج۳، ص۳۲۹)

۴۔ ٹکسالی الفاظ کی جگہ خود ساختہ الفاظ استعمال کرنا

اوکھا: (عوام) بونگا، بے ڈھنگا (آصفیہ، ج۱، ص۳۱۱)

آفتابہ: (عوام) استادہ (ایضاً، ص۱۸۴)

بہکاوٹ: (عوام) فریب، اغوا (ایضاً، ص۴۳۹)

پیک دان: (عوام) اگال دان (ایضاً، ص۵۷۵)

تل شکری: ایک قسم کی شیرینی کا نام جو تل اور شکر کی آمیزش سے بنائی جاتی ہے۔ عوام اسے ''گجک'' یا ''گزک'' کہتے ہیں (ایضاً، ص۶۱۹)

عملی: (۲۔ عوام) نشہ باز، نشہ کا عادی (فرہنگِ آصفیہ، ج۳، ص۲۸۸)

۵۔ الفاظ کے مجازی معنی لینا

بدعتی: مذہب میں ایجاد و اختراع کرنے والا (عوام) جھگڑالو، حجّتی (۳۔ عوام) ظالم، تشدد کرنے والا (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۳۷۷)

بڑے میاں: (عوام) پدر، باپ (ایضاً، ص۳۶۲)

پرانی کھوپڑی: عوام۔ (۱) بوڑھا آدمی (ایضاً، ص۵۱۲)

پہلا پھل: (۲۔ عوام) پہلونٹھی کا بچہ۔ وہ بچہ جو اول پیدا ہو (ایضاً، ص۵۵۲)

پھوٹنا: (۱۵۔ عوام) دوسرے سے جا ملنا (ایضاً، ص۵۵۶)

آنا:...عوام کی اصطلاح میں منزّل ہونا (۳) نازل ہونا۔ جیسے: آمد ہی آفت، چوٹ وغیرہ آنا، بخار آنا (۴) روپیہ کا سولھواں حصّہ (۵) دل یا طبیعت آنا، عشق ہونا (۶) ذومعنی کے طور پر منع کرنا۔ یعنی بہ ظاہر طلب کر کے روکنا، یوں بھی بولتے ہیں جیسے: ادھر آنا، مکان پر آنا، گھر میں آنا۔ یہ لفظ روزمرہ اصطلاحاتِ عوام میں کثرت سے مختلف معنوں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: آمد کی آنا (بہارِ ہند، ص۱۳۸، ۱۳۹)

۶۔اپنی طرف سے الفاظ اور محاورے بنانا

اُٹکرلیس: (عوام) قیاساً، بے ٹھیک، بہ غیر تجربہ، بے سوچے سمجھے (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۱۰۹)

آیاگری: (عوام) آیا کا پیشہ، ماماگری (ایضاً، ص۳۳۱)

بادشاہت: (عوام) راج، سلطنت، حکومت (ایضاً، ص۳۴۷)

بوڑھا کھپاٹ: (عوام) نہایت بڈھا، پیرِ فرتوت (ایضاً، ص۴۲۲)

بیرلینا: (عوام) بدلی لینا، عوض لینا (ایضاً، ص۴۶۴)

پاداپونی: (عوام) نازک، مرزامنش، مرزا پھویا (ایضاً، ص۴۷۴)

پنچارنا: (عوام) پیٹنا، کوڑے لگانا، دھمکانا (ایضاً، ص۵۰۱)

پردے میں سوراخ کرنا (زردہ لگانا): (عوام) حالتِ پردہ نشینی میں آنکھ لگانا، گھر بیٹھے بیٹھے شکار کھیلنا، تاک جھانک کرنا، ٹٹّی کی اوٹ شکار کھیلنا (ایضاً، ص۵۱۵)

پس غیبت: (عوام) غیبت میں، عدمِ موجودگی میں، پیٹھ پیچھے (ایضاً، ص۵۲۳)

پکائی: (عوام) پکوائی، پخت کی اجرت (ایضاً، ص۵۲۶)

پیٹ ہڑ بڑانا: (عوام) پیٹ میں گڑ بڑ یا قرار ہونا (ایضاً، ص۵۶۷)

پَتّوندی موچھیں: (عوام) وہ حلقہ نما موچھیں جو بانکے آدمی اکثر گالوں سے چپکا لیتے ہیں (ایضاً، ص۵۷۹)

تحفگی نکلنا: (عوام) خوبی نکلنا، بھلائی حاصل کرنا (ایضاً، ص۵۹۵)

تواسرسے باندھنا: (عوام) اپنے تئیں مستحکم کرنا، مضبوط بنانا (ایضاً، ص۶۳۳)

ادھار بیوہار: (عوام) قرض و دوام (امیر اللغات، ج۲، ص۱۰۵)

اُڑاؤ: (عوام) فضول خرچ، گھر لٹا دینے والا (ایضاً، ص۱۲۶)

اڑبڑ: (عوام) ناہموار راہ (ایضاً، ص۱۲۶)

الماغونچی: (عوام) وہ شخص جس کے نسب کا ٹھکانہ نہ ہو (امیر اللغات، ج۲، ص۲۲۹)

بخیانا: بخیہ کرنا۔ عوام بولتے ہیں (ایضاً، ج۳، ص۱۱۹)

بھانپو: نظرباز، بُرا تاڑنے والا۔ عوام بولتے ہیں (ایضاً، ص۲۳۳)

۷۔تابعات استعمال کرنا

بولا چالی: (عوام) بات چیت (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۴۲۳)

پھسر پھسر: (عوام) کھسر پھسر (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۵۵۰)

اول قول: سخنِ لغو و بے ہودہ، مغلّظات، دُشنام، گالی گلوچ، عوام "اول فول" (فرہنگِ آصفیہ، ج۲، ص۳۱۲)

اُبالا سُبالا: (عوام) "سُبالا" یہاں لفظِ مہمل بطورِ تابع کے ہے (امیر اللغات، ج۲، ص۳)

اگڑم بگڑم: (عوام) مہمل باتیں جو سمجھ میں نہ آئیں (امیر اللغات، ج۲، ص۱۹۶)

باقی ساقی: (تابع متبوع) بچا کھچا عوام "باقی تاقی" بھی بولتے ہیں (امیر اللغات، ج۳، ص۴۲)

آئے بائے کھاٹ کے پائے: عوام بازاری لوگوں کا محاورہ۔ مہمل، خرافات بکنا، ہذیان کی سی باتیں، بے سر پیر کی واہیات، بے معنی گفتگو (بہارِ ہند، ص۱۲)

۸۔ناشائستہ اور ناگوار اندازِ بیان اختیار کرنا

...چڑیا کے/ چڑیا والے: یہ کلمے اس کے لیے استعمال ہوتے ہیں جسے بے وقوف سمجھا جاتا ہے [اب یہ کلمے عوام میں طنز کے مقام پر چھوٹی گالی کے طور پر حرفِ ندا کی طرح استعمال ہوتے ہیں] (دریائے لطافت، مترجم پنڈت کیفی، ص۱۳۳)

بے وقوفی: (۲۔عوام) ہنسی کے طور پر 'اولاد' کو بھی کہتے ہیں (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۴۵۷)

پنچائیتی: (۲۔عوام) نطفۂ بے تحقیق

پنچائتی سالا: ساجھے کا سالا، ہر ایک شخص کا سالا (ایک قسم کی گالی اور مزاح ہے) (ایضاً، ص۵۳۴)

پیری: (۴) طنزاً بہ جاے اجارہ، حکومت، دعویٰ جیسے ایسی ہی تیرے باوا کی پیری ہے (عوام یا لڑکے بولتے ہیں) (۵) طنزاً کرامات، اعجاز (ایضاً، ص۵۷۴)

بھتّاس: (۲) عوام فحش معنی میں اس کا استعمال کرتے ہیں (ایضاً، ص۴۴۲)

دہانہ کھولنا: (عوام) مشک کا منھ کھولنا، پانی چھوڑنا، پیشاب کرنا (ایضاً، ج۲، ص۲۹۱)

اچھال: استفراغ، قے۔ عوام کی زبان ہے (امیر اللغات، ج۲، ص۸۳)

۹۔"عورتوں کی زبان" میں مستعمل ہونا بھی عیب تھا

بعض لغت نویس نسوانی طبقے کو بھی "عوام" میں شامل سمجھتے تھے اور انھیں ایک ساتھ (مثلاً "عورتیں اور عوام") لکھتے تھے یا برابر سمجھتے تھے۔ جیسے:

باھمن: برہمن۔ عورتیں اور عوام بولتے ہیں (ایضاً، ص۸۳)

پیالہ بہنا: (عوام۔عو) اسقاط ہونا (فرہنگِ آصفیہ، ج۱، ص۵۶۳)

دُبدھا: عوام اور علی الخصوص مستورات ''دُ گدھا'' بولتی ہیں (ایضاً، ج ۲، ص ۲۳۳)

کد: متروک۔ دیکھو (کب) پرانی ہندی ہے پنجاب میں عام ہندوستان میں عوام الناس کی عورتیں اب بھی بولتی ہیں (ایضاً، ج ۳، ص ۴۸۶)

ارواح: روح کی جمع۔ عوام اور خاص کر عورتیں واحد کی جگہ اور مونث بولتی ہیں (امیر اللغات، ج ۲، ص ۱۲۱)

۱۰۔ قواعد کی غلطیاں

پَواج۔ (عوام) پاجی کی جمع۔ عربی کی قاعدہ پر جو معیوب ہے (آصفیہ، ج ۱، ص ۵۳۸)

جہیز۔ جس کو عوام غلطی سے ''دہیز'' کہتے ہیں (محاوراتِ ہند، ۱۸۹۰ء، ص ۶۶)

مجموعی طور پر لغت نویسوں کے تبصروں کا مطالعہ کرتے ہوئے عوام کی زبان فصیح نہیں ہوتی۔ تاہم معاشرے میں گاہے گاہے عوام کے بعض الفاظ و محاورات، اِسی سماج کے خواص اور ثقات بھی استعمال کرتے ہیں:

قلت۔ یہ لفظ ''کمی'' کو خراب کر کے بنایا ہے اگر چہ عوام سب اس لفظ کو تلفظ کرتے ہیں مگر کبھی خواص کی زبان سے بھی گوش زد ہوا ہے (رسالہ قواعدِ صرف و نحوِ اردو، ص ۱۸۱)

آٹھوں پہر: اگر چہ یہ معنی لفظِ ''آٹھ پہر'' میں لکھے دئے گئے ہیں مگر چونکہ اس طرح زیادہ بول چال میں آتا ہے اس لیے یہاں بھی کسی قدر لکھے جاتے ہیں (آصفیہ، ج ۱، ص ۱۱۳)

پَہَل: شعرا نے اس لفظ کا تلفظ ہائے ہوز مفتوح کے ساتھ ادا کیا ہے مگر بول چال میں مکسور مروج ہے (ایضاً، ص ۵۵۱)

پَیرا: بول چال میں ''پَہرا'' زیادہ مستعمل ہے مگر صحیح ''پَیرا'' ہے (ایضاً، ص ۵۷۳)

پھرّاس: ایک بڑے درخت کا نام جس کے پتّے جھاؤ سے مشابہ ہوتے ہیں اور بہت جلد بڑھتا ہے اس کو اکثر لوگ ''ثراش'' بھی کہتے ہیں (ایضاً، ص ۵۴۸)

جوڑ توڑ کرنا: ''توڑ جوڑ'' کرنا زیادہ بولتے ہیں (ایضاً، ص ۵۹)

آٹھ جو لا ہے نو حقّا تِس پر بھی ٹھُکّم ٹھُکّا۔ ...یہ عوام کی زبان پر ہے فصحا کبھی استہزاً بول جاتے ہیں۔ (امیر اللغات، ج ۱، ص ۶۱)

غلط العام اور غلط العوام

بات یہ ہے کہ معاشرے میں اکثر یہی عوام رہتے ہیں تو، ان کی زبان کو نظر انداز کرنا ناممکن

سی بات ہے۔ چناں چہ ایک بحث چھِڑنے لگی کہ ''غلط العوام'' اور ''غلط العام'' ہے کیا؟

تبدیلی: (غلط العوام) بدلی، پلٹی، ملازم کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلا جانا (آصفیہ، ج ۱، ص ۵۹۱)

تعینات: (غلط العوام) متعین، مقرر (اسے اردو والوں نے 'تعین' بروزنِ 'یقین' سے جو، اصل میں مفرس ہے عربی کے طور پر جمع بنا لیا ہے اور یہ قاعدہ کے خلاف ہے اور طرہ یہ ہے کہ اس کا اطلاق مفرد پر کیا جاتا ہے۔ تلفظ میں بھی فرق ہو گیا ہے۔ صحیح 'تعیینات' بروزنِ 'تحقیقات' ہے)

تعیناتی: (عوام) تقرری، ڈیوٹی، نوکری (آصفیہ، ج ۱، ص ۶۱۳)

دِوال: (۲) غلط العوام: دیوار۔ دِوالین: غلط العوام: دیوار کی جمع (فرہنگِ آصفیہ، ج ۲، ص ۲۸۷)

فَصِیل۔ دیوار قلعہ۔ ''صفیل'' غلط مستعمل ہے یہ ''غلط العوام'' ہے نہ کہ ''غلط العام'' (تصحیح اللغات، ۱۹۲۹ء، ص ۶۲)

★ فرہنگِ آصفیہ میں ''غلط العام'' اور ''غلط العوام'' کے فرق کی وضاحت کی گئی ہے: (۱۹۷۷ء، ج ۳، ص ۳۱۲) ملاحظہ ہو:

غلط العام: عام غلطی جسے سب لوگ استعمال کریں۔ مگر اصطلاح میں وہ بات جس کو بالاتفاق تمام زبان دانوں نے بھی بہ باعثِ فصاحت اپنے محاورے میں استعمال کر کے شعر و سخن میں برتا ہو۔ چناں چہ اسی سبب سے غلط العامِ فصیح کو سب علما و فصحا نے بالاتفاق تسلیم کیا ہے۔ مثلاً: 'مَنصَب' بجاے: 'مَنصِب' / 'کبھو' بجاے 'کبھی' / 'قالَب' بجاے 'قالِب'۔

غلط العوام: وہ غلطی ہے جو عوام کالانعام یعنی جُہلا اور بازاری اشخاص اپنی جہالت، بے علمی اور ناواقفیت کے سبب کرتے ہیں اور ان کی وہ بات قابلِ سند یا اعتبار نہیں خیال کی جاتی۔ جیسے: 'پھتّر' بجاے 'پتّھر' / 'کدھی' بجاے 'کبھی' / 'تابع دار' بجاے 'تابع'۔

نیز فیلن کی اے نیو ہندوستانی انگلش ڈکشنری (۱۸۷۹ء) میں ان دو اصطلاحات کی یوں تشریح کی گئی ہے:

galat-ul-am: a popular error or fallacy
galat-ul-awam: a vulgar error or fallacy

نیز ''غلط العام'' فصیح بھی ہے اور صحیح بھی۔ چناں چہ یہ فقرہ مشہور ہے: ''غلط العام صحیح'':(۸)

غلط العام۔ وہ غلط لفظ یا ترکیب جو غلط ہونے کے باوجود اہلِ علم اور مستند زبان دانوں میں مروّج ہے۔ (علمی اردو لغت جامع، ۱۹۷۲ء، ص ۱۰۳۷)

غلط العام فصیح۔ وہ غلطی جسے عام اور پڑھے لکھے لوگوں نے قبول کر لیا ہو، فصیح ہے۔ (ایضاً،

ص ۱۰۳۷)

غلط العام صحیح/غلط العام فصیح۔ زبان کی جو غلطی اہلِ زبان کے یہاں عام طور پر رائج ہو، وہ صحیح ہے، درست ہے، فصیح ہے۔(اردو لغت تاریخی اصول پر، ج ۱۳، ۱۹۹۱ء، ص ۲۲۷)

الغرض زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بڑی حقیقت تسلیم کی گئی کہ زبان وہ ہے جو معاشرے کے رہنے والے بولتے ہیں۔ عوام کی زبان، ذخیرۂ الفاظ کا بڑا حصہ ہے۔ آنے والے لغت نویس نہ صرف عوام کی زبان اپنے لغت میں داخل کرنے لگے بلکہ مذمّتی تبصروں سے بھی اجتناب کرنے لگے:

مزاخ: اردو میں بھی یہ صرف جہلا کی زبان پر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ''مزح'' سے ماخوذ نہیں اور نہ ''مزاح'' کا بگاڑ یا تصحیف ہے بلکہ یہ ''مذاق'' کا بگاڑ ہے۔ یہ مشاہدہ ہے کہ جہلا قاف کو خاے معجمہ سے بدل لیتے ہیں اور ذالِ معجمہ کو زائے منقوط کے لہجے میں تو اکثر بولا جاتا ہے۔ اس لیے جہلا نے ''مذاق'' کو ''مزاخ'' بنا لیا (سرہندی، ۱۹۸۷ء، ج ۳، ص ۳۱۴)

مزاخ: مذاق [مذاق کی عوامی شکل] (کلاسیکی ادب کی فرہنگ، ۲۰۱۳ء، ص ۶۰۹)

متلاشی۔(۱) سرگرداں، پریشاں، خراب خستہ (۲) نیست و نابود، معدوم، فنا ہونے والا، مٹنے والا (۳) تلاش کرنے والا، ڈھونڈھنے والا، کھوجی۔ اخیر معنی میں یہ لفظ ''ترکی'' تلاش سے ان لوگوں نے جن کو عربی و ترکی کی تمیز نہیں بنا لیا ہے جو محض غلط ہے۔ کیوں کہ عربی قاعدہ یہاں جاری نہیں ہوسکتا۔ ''تلاشی'' البتہ: ''تلاش کرنے والا'' بقاعدۂ فارسی بن سکتا ہے اول دوم معنی میں عربی ہے جو ''لاشے'' سے مشتق ہے۔(فرہنگِ آصفیہ، ج ۴، ص ۲۸۱)

مُتلاشی۔ (یہ لفظ ترکی ''تلاش'' سے بنا لیا ہے اب فصحا استعمال نہیں کرتے اس جگہ ''تلاشی'' صحیح ہے) (۱) تلاش کرنے والا (۲) ڈھونڈھنے والا (نور اللغات، ج ۴، ص ۴۷۸)

متلاشی: تلاش کرنے والے کے معنی میں عربی اور ترکی لفظ کی حیثیت سے شامل ہے۔ اس صورت اور ان معنی میں یہ نہ عربی ہے نہ ترکی۔ یہ اردو والوں کا وضع کردہ ہے جو ترکی ''تلاش'' سے عربی اور اسم فاعل کے قاعدے پر بنا لیا گیا ہے۔ بہرحال اسے اردو کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ اردو میں بھی ثقہ حضرات اس کے استعمال کو پسند نہیں کرتے اور اسے غلط العوام سمجھتے ہیں۔ غلط یا صحیح بہرصورت یہ اردو زبان کا حصہ ہے اور اسے اردو لفظ کے طور پر شامل کرنا چاہیے۔ عربی ''متلاشی'' کے معنی مضمحل ہیں اور ''تلاشی'' کے اضمحلال۔ (سرہندی، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۵۱)

بحث کے اختتام سے پہلے مندرجہ ذیل نکات کا مطالعہ لازمی ہے:

★ اندراجات کے تبصرے کے سلسلے میں لغت نویسوں کے ہاں ایک طریقۂ کار نہیں اختیار کیا گیا ہے۔ کبھی اندراج میں ٹکسالی تلفظ لکھ کر اس کے سامنے اس کا عوامی تلفظ بیان کیا گیا ہے۔ کبھی اندراج میں عوامی تلفظ لکھ کر اس کے سامنے اس کا ٹکسالی تلفظ بیان کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل نمونے ملاحظہ کیجیے:

آزموده لینا: (ان پڑھ) عندیہ یا منشا دریافت کرنا، بھید لینا (ہندوستانی مخزن المحاورات، ص ۳۳)

ایک بغل ہو جاؤ: (عوام) بیچ سے ہٹ جاؤ۔ کنارے ہو جاؤ۔ فصحا ایک طرف ہو جاؤ، کنارے ہو جاؤ بولتے ہیں (امیر اللغات، ج ۲، ص ۳۰۹)

تشنا: ..لفظ تشنیع سے بگڑا ہوا ہے اور اکثر ''طعنہ'' کے ساتھ مستعمل ہے (فرہنگِ آصفیہ، ج ۱، ص ۴۸۳)

مکھّم: عوام [نے] یہ لفظ 'مبہم' سے 'مکھّم' کر لیا ہے۔(فرہنگِ آصفیہ، ج ۴، ص ۳۹۵)

★ ''عوام'' کے ضمن میں لغت نویسوں کی مختلف آرا:

مُخلَصی۔ خلاصی، رہائی، نجات، چھٹکارا، آزادی، چھٹی (فرہنگِ آصفیہ، ج ۴، ص ۳۱۰)

مخلص۔ صحیح بالفتح و فتح سوم ہے (نور اللغات، ج ۴، ص ۵۰۸)

مُخلَصی: mukhlisi چھٹکارا کے معنی میں مرقوم ہے اور مخلص mukhlis بہ معنی دوست و بے ریا کے تحت درج ہے۔ اس لحاظ سے اس کے معنی دوستی ہونے چاہییں۔ چھٹکارا کے معنی اردو میں یہ لفظ بفتحِ لام mukhlasi استعمال ہوتا ہے، یہ اردو والوں کا ساختہ پرداختہ ہے اور غلط العوام ہے۔ (سرہندی، وارث، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۵۴)

مسجد۔ جائے سجدہ، سر جھکانے کی جگہ۔ خانہ خدا، نماز پڑھنے کی جگہ۔ عبادت خانہ۔ مسلمانوں کی عبادت گاہ۔ مسیت، خدا کا گھر، مچیت (فرہنگِ آصفیہ، ج ۴، ص ۳۴۸)

مسیت۔ (گنوار) مسجد (فرہنگِ آصفیہ، ج ۴، ص ۳۵۴)

سابوت۔ (عوام) ''ثبوت'' کا بگڑا ہوا لفظ، ثابت، کامل، پورا، تمام، سارا (فرہنگِ آصفیہ، ج ۳، ص ۲)

سابوت: اسے عربی لفظ کی حیثیت سے درج کرنے کے بعد ''ثبوت'' کا بگاڑ قرار دیا ہے اور اس کے معنی: entire,whole (کل، تمام) بتائے ہیں اس بگڑی ہوئی صورت میں اس کا عربی لفظ کے طور پر

اندراج کسی طرح بھی درست نہیں۔ چونکہ اس کا استعمال صرف اردو تک اور وہ بھی جہلا تک محدود ہے۔(سرہندی، ۱۹۸۷ء، جلد۳، ص۱۶۷)

★ مقامی لغت نویسوں کے نزدیک اجنبی الفاظ کو اپنے اصلی روپ کے مطابق استعمال کرنا چاہیے۔ ان کے خیال میں تلفظ، معنی اور املا کے حوالے سے کسوٹی، اصلیت ہے۔ ورنہ بول چال میں الفاظ جب اپنے اصلی روپ بدلتے ہیں تو لفظ کا معیار بقول ان کے ٹکسالی سے غیر ٹکسالی تک گر جاتا ہے۔چناں چہ وہ ایسے الفاظ بولنے والوں کو جاہل (جمع: جُہلا) کہتے تھے۔مستشرق لغت نویس ایسے الفاظ کے سامنے ''بگاڑ'' لکھ کر اصلی روپ کی بھی نشان دہی کرتے تھے۔مستشرقین کی لغات میں کسی اندراج کے سامنے ''عوام کی زبان''، ''عوامی زبان'' یا ''جُہلا کی زبان'' نہیں لکھا گیا ہے۔ان کی لغات میں ''عوام'' کے اندراج کی تشریح یوں کی ہے:

فاربس کی لغت:(دوسری اشاعت،۱۸۵۸ء،ص۵۲۸)

عوام: the vulgar, the populace. awamm wa khawasa, plebeians and nobles, the people at large.
awammu-n-nas: the common people, the populace at large.

فیلن کی لغت:(پہلی اشاعت:۱۸۷۹ء،ص۸۵۵)

1.the common people; the mass; populace; vulgar 2. the scum or dregs of society

پلیٹس کی لغت:(پہلی اشاعت:۱۸۸۴ء،مرتب:۲۰۰۳ء،ص۷۷۶)

عوام:the commonalty, the common people, the common sort, the vulgar, the populace, **awaammu'n-nas:** the common people, the populace, at large, the public

مستشرقین نے اپنی لغات میں ایسے الفاظ کے سامنے ''.corrupt'' (corruption) لکھا ہے جن کے تلفظ سے ٹکسالی زبان میں فرق پڑتا ہے۔انھوں نے ''عوامی'' کے عنوان کے تحت کوئی تبصرہ نہیں کیا ہے۔مستشرقین معیاری اندراج لکھ کر، اس کے سامنے ''Corruption''/ ''Corrupted''/ ''Incorrectly'' سے اندراج کی بدلے ہوئے روپ کی نشان دہی کرتے تھے۔صرف فیلن نے اس حوالے سے ایک عمدہ حل نکالا تھا (بعد میں پلیٹس نے اس کی کسی حد تک

پیروی کی)۔فیلن کی لغت میں موقفِ الفاظ بتاتے ہوئے مخففات (abbreviations) کے ذیل میں اَن پڑھ یعنی ''illiterate'' لکھا ہے۔(یعنی ''عوام'' کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے)

شیکسپیئر کی لغت کی چند مثالیں: (پہلی اشاعت:۱۸۱۷ء، مرتبہ:۲۰۰۲ء)

افیم: (corrupt. of افیون) افیم چی۔افیمن۔افیمی (p111)
اقربہ: (corrupt. of اقربا) (p112)
آکار: a-kar and corruptly akar (p112)
سابوت: sabut (corrupt. of Arab. ثبوت) (p1021)
کوش: kaush (corrupt. of کفش) (p1389)
مزاخ: mazakh (corrupt. of مزاح mizah) (p1614)

فاربس نے اکثر اندراجات کے سامنے ان کے ''عامیانہ'' تلفظ کو بھی درج کیا ہے۔مثلاً (دوسری اشاعت، ۱۸۵۸ء)

adherent-adherer: (ص۱۷) رفیق، ساتھی، سنگی، وابستہ (عامیانہ: اوابست)
bachlor: (ص۹۴) مجرد، کوارا، مفلس (ان معنی میں بعض اوقات غلط طور پر بولا جاتا ہے جو مخلص کا بگاڑ ہے)
brocaded: (ص۸۴) کم خواب (عامیانہ: کن کاب)
broth: (ص۸۵) شوربا یا شوروا (عامیانہ: سوروا)
calmly: (ص۹۴) آہستہ (عامیانہ: آستہ)
carpet: (ص۹۸) قالیچہ (عامیانہ: دولیچہ)
cavalry: (ص۹۴) آہستہ (عامیانہ: آستہ)
cinnamon: (ص۱۱۲) دارچینی (عامیانہ: دال چینی)
derision: مزاح (عامیانہ: مزاخ) (ص۱۸۳)
mortur: (ص۴۹۷) ہاون (عامیانہ: ہمام)
mosque: (ص۴۹۷) مسجد (عامیانہ: میست)
lock: (ص۴۵۲) قفل (عامیانہ: قلف)

فیلن کی لغت سے مثالیں:(پہلی اشاعت:۱۸۷۹ء)

ذکر: Zikr ; (illit) zikar; rus jikar , jikra (p667)

ذلیل: Zalil ; (illit) jalil (p667)

ذہن: Zehn ; (illit) zahan (p667)

ربط: rabt; (illit) rabat (p696)

رتھ: rath; (illit) arath (p697)

رجعت: rajaat; (illit) rijat (p698)

ماحصل

مذکورہ شواہد اور مباحث سے جو بات واضح طور پر نظر آتی ہے یہ ہے کہ عوام ٹکسالی زبان سے ہٹ کر الفاظ کا تلفظ ادا کرتے تھے۔ اور وہ کون سے الفاظ تھے؟ وہ ایسے الفاظ جو دیگر زبانوں (مثلاً: فارسی، عربی اور انگریزی) سے دیسی (مقامی) زبان میں شامل ہو گئے تھے۔ حقیقت میں وہ اپنی صوتی سہولت کی بنا پر تلفظ کی ادائیگی کرتے تھے۔ جب دوسری زبانوں کے الفاظ کسی زبان میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے بولنے والوں کا حق ہوتا ہے کہ اپنے تلفظ کی ادائیگی کی سہولت کی بنیاد پر ان کا تلفظ کریں یا معانی کو اپنی ثقافتی اور سماجی ضرورت کی بنا پر اپنائیں۔ اسی طرح لفظ کے اصل تلفظ میں ''بگاڑ'' نہیں آتا بلکہ ان کے روپ ''اجنبیت'' سے ''مقامیت'' میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اور یہ عوام کا زبردست ہنر ہے۔ کیوں کہ:

عوام میں غیر شعوری طور پر مقامی ہونے اور رہنے کا رجحان اور خواہش ہوتی ہے۔

انیسویں صدی کے آغاز میں جان بارتھ گلکرسٹ نے (۱۷۵۹ء–۱۸۴۱ء) ایک لغت لکھی جس میں انھوں نے اس بات کی تائید کی تھی کہ زبان ایسے اہلِ زبان سے سیکھنا چاہیے جن کی زبان پاکیزہ اور نفیس ہے۔ انھوں نے ایسی زبان کو ''جارگن'' کا عنوان دیا ہے جس میں قواعد کی غلطی ہو یا تلفظ کی ادائیگی لہجوں پر ہو۔ مذکورہ لغت ۱۸۰۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا۔ اس کی لوح کی عبارت یہ ہے:

> THE ANTI-JARGONIST or A short introduction to the Hindoostanee language: (vulgarly but erroneously called the moors), comprising the rudiments of that tongue, with an extensive vocabulary, English and Hindoostanee and Hindoostanee and English: Accompanied with some plain and useful Dialogues, Translations & with he view of illustrating the whole on practical principles Poems, Tales, being partly an abridgement of The oriental Linguist, embellished with the Hindoostanee horal diagram.

جب کہ اسی صدی کے اواخر میں ایس. ڈبلیو. فیلن (۱۸۱۷ء–۱۸۸۰ء) نے ایک ایسی لغت مرتب کی (۱۸۷۹ء) جس میں عام بول چال کی زبان کثرت سے شامل کی گئی ہے۔

> A new Hindustani-English dictionary, with illustrations from Hindustani literature and folk-lore

★ اس بات کی گواہی گارسیں دتاسی (۱۷۹۴ء–۱۸۷۸ء) نے دی ہے: ''کچھ زمانہ قبل ہندوستان کے مسلمان بادشاہ اور فرماں روا فارسی بولتے تھے اور فارسی ہی لکھتے تھے اور معمولی (بول چال کی) زبان کو حقیر سمجھتے تھے لیکن آج وہ اپنی رعایا کی تقلید میں اپنے خیالات کے اظہار کے لیے خواہ تحریر میں ہوں یا تقریر میں ہندوستانی زبان استعمال کرتے ہیں'' (گارساں دتاسی کے تمہیدی خطبے، مرتب: ۱۹۴۰ء، ص ۱۱)۔ یعنی انیسویں صدی کے وسط میں بھاری بھرکم فارسی یا عربی آمیز تحریروں یا تقریروں کا رواج کم ہونے جا رہا تھا اور ان کی جگہ ایسی زبان ظہور پذیر ہو رہی تھی جس کے بانی عوام ہی تھے۔

★ سراج الدین خان آرزو نے (۱۶۸۹ء–۱۷۵۶ء) چراغِ ہدایت میں یہ رائے دی ہے کہ زبان میں دخیل (اجنبی) الفاظ کے تلفظ اور املا کے سلسلے میں لفظ کی وہ صورت اختیار کی جائے جو، زبان کے بولنے والوں میں رواج پذیر ہو چکی ہو۔ اسی کتاب سے ان کی ایک رائے ملاحظہ کیجیے:

> **تمییز**۔ لفظ عربیست بمعنی شناختن و دریافتن۔ بوزن ''تفعیل'' و یك ''یا'' را حذف نمایندبنابر تخفیف چناں که در لفظ ''تفسیر'' که آن نیز بر وزن ''تفعیل'' است و عجیب از مردم زبان دانی که به تخفیف هر دو لفظ قائل نیستندو آ ن از عدمِ کمالِ تبعیت است۔ (ص ۴۶)

★ مرحوم رشید حسن خان (۱۹۲۵ء–۲۰۰۶ء) کے مطابق: ''تلفظ کی تبدیلیاں پہلے بول چال کی نچلی سطح پر اپنے آپ کو نمایاں کیا کرتی ہیں اور یہ قدرتی عمل ہے یہ تغیرات جب ایک خاص مدت تک کارفرما رہتے ہیں اور زبان کی دوسری سطح پر بھی اپنے اثرات کو مثبت کر دیا کرتے ہیں تب وہ لغت کے لیے قابلِ قبول ہو پاتے ہیں۔ زبان پہلے بنتی ہے قواعد و لغت کی کتابیں بعد کو مرتب کی جاتی

ہیں۔'' (زبان و قواعد، ۱۹۸۷ء، ص۱۹۲) ان کی اس بات سے اتفاق کرنا پڑتا ہے۔

یہ درمیانی وقفہ (یعنی زبانوں سے نکل کر لغت میں جگہ پانا) خاصا صبر آزما ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہ اردو کے پرانے لغت نویس ''عوام'' کو اور ان کی زبان کو حقیر سمجھتے تھے حالانکہ یہ غلط سوچ تھی۔

حواشی

۱۔ شیڈلوور، جیسی (Jesse Sheidlower)۔ انگریزی کے ماہرِ لسانیات اور ماہرِ لغت۔ ۱۹۹۹ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک او۔ای۔ڈی کے پرنسپل نارتھ امریکن ایڈیٹر اور رونڈم ہاؤس کے شعبہ حوالہ جات کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ فی الحال ''نارتھ امریکن یوزیج'' کے ایڈیٹر ان لارج ہیں۔ انھوں نے امریکی سلینگ کے حوالے سے کچھ کام کیے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی ایک کتاب: دی اف ورڈ (The F-Word) ۱۹۹۵ء میں رونڈم ہاؤس کی طرف سے چھپی ہے۔

۲۔ Sheidlower, Jesse , *Weblog*.

۳۔ کریم الدین، محمد، (۱۸۶۱ء)، کریم اللغات، ہوپ پریس، لکھنؤ۔

۴۔ امان الحق، مولوی محمد، (۱۸۷۰ء)، امان اللغات، نول کشور، لکھنؤ۔

۵۔ چرنجی لال دہلوی، منشی، (۱۸۸۶ء)، ہندوستانی مخزن المحاورات، محبِّ ہند پریس، طبعِ اول، دہلی۔

۶۔ طپش دہلوی، مرزا جان، (۱۸۴۹ء)، شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان، مرتب: بیدار، رضا عابد (۱۹۷۷ء)، جرنل، دوسرا شمارہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ۔

۷۔ جلال لکھنوی، سیّد ضامن علی، (۱۸۸۶ء)، سرمایہ زبانِ اردو یعنی تحفہ سخنوران، انوار المطابع، لکھنؤ۔

۸۔ دیگر لغات میں بھی یوں تعریف کی گئی ہے:

- ★ غلط العوام۔ وہ لفظ یا ترکیب جسے عوام اور جہلا نے غلط تلفظ یا معانی یا ردّ و بدل کے ساتھ بولنا شروع کر دیا ہو وہ غلطی ہی قرار پاتا ہے۔ (علمی اردو لغت جامع، ۱۹۷۲ء، ص۱۰۳۷)
- ★ غلط العام۔ (ادب) وہ غلط لفظ یا ترکیب وغیرہ جو غلط ہونے کے باوجود اہلِ علم اور مستند زبان دانوں میں مروّج ہو۔ (اردو لغت تاریخی اصول پر، ج ۱۳، ۱۹۹۱ء، ص۲۲/۷)
- ★ غلط العوام۔ (ادب) وہ تراکیب یا الفاظ جو عوام الناس کی زبان پر غلط جاری ہوگئے ہوں لیکن اہلِ علم و ذوق ان کے استعمال سے احتراز کرتے ہوں۔ (ایضاً، ص۲۲/۷)

ماٰخذ

(الف) اردو

۱۔ اردو لغت بورڈ، (۱۹۹۱ء)، اردو لغت (تاریخی اصول پر) اردو لغت بورڈ (ترقی اردو بورڈ)، جلد سیزدہم، کراچی۔

۲۔ احمد دہلوی، مولوی سیّد، فرہنگِ آصفیہ، ۴ جلدیں، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۱۹۷۷ء۔

۳۔ اردو لغت بورڈ (مرتبہ)، اردو لغت تاریخی اصول پر، ۲۲ جلدیں، کراچی: اردو لغت بورڈ، ۱۹۷۷ء تا ۲۰۱۰ء۔

۴۔ امان الحق، مولوی محمد، امان اللغات، لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۷۰ء۔

۵۔ امیر مینائی، منشی، امیر اللغات، دو جلدیں یک جا، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء (اشاعتِ اولیں: ۱۸۹۱/۹۲ء)

۶۔ ______، امیر اللغات، جلد سوم، مرتبہ رؤف پاریکھ، لاہور: شعبۂ اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، ۲۰۱۰ء۔

۷۔ آرزو، سراج الدین علی خان، چراغِ ہدایت، مرتبہ محمد دبیر سیاقی، تہران: معرفت، ۱۳۳۸ شمسی۔

۸۔ جلال لکھنوی، سیّد ضامن علی، سرمایۂ زبانِ اردو یعنی تحفۂ سخن وران، لکھنؤ: انوار المطابع، ۱۸۸۶ء۔

۹۔ چرنجی لال دہلوی، منشی، ہندوستانی مخزن المحاورات، دہلی: محبّ ہند پریس، ۱۸۸۶ء۔

۱۰۔ حقی، شان الحق، فرہنگِ تلفظ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۹۵ء۔

۱۱۔ خان، رشید حسن، زبان اور قواعد، دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اردو زبان، ۲۰۰۱ء۔

۱۲۔ ______، کلاسیکی ادب کی فرہنگ، دہلی: انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۳ء (اشاعتِ دوم)

۱۳۔ سبحان بخش، مولوی، محاوراتِ ہند، دہلی: مطبع مجتبائی، ۱۸۹۰ء۔

۱۴۔ سرہندی، وارث، علمی اردو لغت، نظرِ ثانی محمد احسن خان، لاہور: علمی کتاب خانہ، ۱۹۷۲ء۔

۱۵۔ ______، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی مطالعہ، ج۲، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

۱۶۔ ______، کتب لغت کا تحقیقی و لسانی مطالعہ، ج۳، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء۔

۱۷۔ صہبائی، امام بخش، رسالہ قواعدِ صرف و نحو، لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۴۵ء۔

۱۸۔ طپش دہلوی، مرزا جان، شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان، مرتبہ عابد رضا بیدار، مشمولہ خدا بخش جرنل، خدا بخش اورینٹل لائبریری، پٹنہ، شمارہ ۲، ۱۹۷۷ء۔

۱۹۔ عاشق لکھنوی، مرزا محمد مرتضیٰ، بہارِ ہند، لکھنؤ: شوکت جعفری، ۱۸۸۸ء۔

۲۰۔ کریم الدین، محمد، کریم اللغات، لکھنؤ: ہوپ پریس، ۱۸۶۱ء

۲۱۔ نکہت دہلوی، نیاز علی بیگ، مخزنِ فوائد، مرتبہ ذاکر حسین، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل لائبریری، ۱۹۹۸ء (اشاعتِ اول ۱۸۵۴ء)

۲۲۔ نیّر کاکوروی، مولوی نور الحسن، نور اللغات، ۴ جلدیں، لکھنو: نیر پریس، سن ندارد۔

۲۳۔ وکیل، مولوی رفیع احمد، رسالہ تصحیح اللغات موسوم باسم تاریخی اصلاحِ ضروری، بدایوں: نظامی پریس، ۱۹۲۹ء۔

(ب) انگریزی

1. Fallon, S. W, (1879), *A New Hindustani-English Dictionary,* Medical Hall press, Banaras + London.
2. Forbes, Duncan,(1858), *Dictionary Hindustani & English Accompanied A Reversed Dictionary: English And Hindustani,* Second edition, WM.H, Allen And Co, Booksellers to the Honorable East Asia Company, London.
3. Platts, Thompson. John,(1884), *A Dictionary of Urdu classical Hindi and English,* Lahore, Sang-e-meel Edition (2003).
4. Shakespeare, John, (1817), *Dictionary Urdu-English,* Sange-meel Editon (2002), Lahore.
5. *The Random House Dictionary of the English Language,* Unabridged edition, (1983).
6. Sheidlower, Jesse , *Weblog.*